فقیہ ابوبکر احمد بن عمر خصاف کی کتاب

ادب القاضی کی اہمیت اور علمی قدر و قیمت

یہ کتاب ادب القاضی جس کو ابوبکر احمد بن عمر الخصاف (متوفی ۲۶۱ھ) نے تصنیف کیا ہے، اپنے موضوع پر جامع اور تشنگانِ علوم کی منزل مقصود گردانی جاتی ہے۔ جیسا کہ حاجی خلیفہ(۱) نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ کتاب حنفیہ کی جید کتب میں ایک بلند پایۂ تصنیف ہے، اور جس کی اجتہاد اور استنباط میں بڑی اہمیت ہے، درج ذیل علماء نے (حنفی مسلک کے مطابق) ادب القضاء اور آداب القضاۃ میں جو کتب تالیف کی ہیں ان میں یہ کتاب سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلی تصنیف امام ابو یوسف (۲) (متوفی ۱۸۲ھ) کی ہے جس کو بشر بن الولید الریسی نے روایت کیا ہے۔

اس کے عبد محمد بن سماعۃ (۳) (متوفی ۲۳۳ھ) کی تصنیف ہے۔ پھر ابوجعفر احمد بن اسحاق الانباری النحوی (متوفی ۳۱۷ھ) کی کتاب ہے۔

بعد ازاں امام خصاف کی اسی کتاب کا نام آتا ہے، علماء کے ہاں اس کتاب کی بڑی قدر و منزلت تھی، جہاں تک میری (محقق کی) معلومات کا تعلق ہے قضاء کے بارے میں کسی کتاب پر اس قدر توجہ مبذول نہیں کی گئی جس قدر امام خصاف کی اس کتاب پر کی گئی ہے، علماء نے اس کتاب کو شرف قبولیت بخشا اور ائمہ اصول و فروع نے اس کی شروح لکھی ہیں، جیسا کہ حاجی خلیفہ (۴) نے بیان کیا ہے، بعض شارحین کے اسماء گرامی یہ ہیں:

- امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص (متوفی ۳۷۰ھ)
- امام ابوجعفر محمد بن عبداللہ الہندوانی (متوفی ۳۶۲ھ)۔

۱۔ کشف الظنون: ۱/۴۶۔ ۲۔ الفہرست: ۳۰۰، کشف الظنون: ۱/۴۶۔

۳۔ الفہرست: ۳۰۳، الفوائد: ۱۷۰، تاج التراجم: ۵۵۔

۴۔ کشف الظنون: ۱/۴۶۔

- امام ابوالحسین احمد بن محمد القدوری (متوفی ۴۲۸ھ)۔
- شیخ الاسلام علی بن الحسین السعدی (متوفی ۴۶۱ھ)۔
- امام شمس الائمہ محمد بن احمد السرخسی (متوفی ۴۸۳ھ)۔
- امام شمس الائمہ عبدالعزیز بن احمد الحلوانی (متوفی ۴۵۴ھ)۔
- امام ابوبکر محمد خواہرزادہ (متوفی ۴۸۳ھ)۔
- امام فخر الدین الحسن بن منصور الاوزجندی المعروف قاضی خان (متوفی ۵۹۲ھ)۔
- امام محمد بن احمد القاسمی الخجندی وغیرہم۔(۱)

یہ ہے وہ کتاب جس کی اس قدر قدر و منزلت ہے، اس قسم کے جلیل القدر علماء جس کتاب پر اپنی توجہات مرکوز کرتے رہے ہوں اور جس کی متعدد شروح وجود میں آ چکی ہوں لازماً اس کی ایک باوزن علمی قدر و قیمت ہوگی، جن مؤلفین نے قضاء وغیرہ کے موضوع پر لکھا ہے وہ اس کتاب کی عبارتیں نقل کرتے رہے ہیں اور اس کا حوالہ دیتے رہے ہیں، بلکہ علماء جب بھی اس موضوع پر قلم اُٹھائیں گے تو اس کتاب کی طرف رجوع کریں گے۔ درج ذیل علماء نے اپنی کتب میں اس کتاب کا باب الودیعۃ میں حوالہ دیا ہے۔(۲)

- سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) نے مبسوط میں (۳)۔
- ابن سمنانی (متوفی ۴۹۹ھ) نے روضۃ القضاء میں (۴)۔
- کاسانی (متوفی ۵۸۷ھ) نے البدائع میں (۵)
- ابن ساونۃ (متوفی ۸۲۳ھ) نے جامع الفصولین میں (۶)۔
- رملی نے جامع الفصولین میں (۷)۔
- ابن عابدین (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے ردالمحتار میں (۸)۔

۱۔ کشف الظنون: ۱/ ۴۶۔۴۷۔ ۲۔ ہدایۃ: ۳/ ۲۱۹۔
۳۔ المبسوط: ۱۶/ ۷۳، ۸۰۔ ۴۔ روضۃ القضاء وطریق النجاۃ: ج ۱، ۲، ۳، ۴۔
۵۔ بدائع الصنائع: ۴۰، ۸۱۔ ۶۔ جامع الفصولین: ج ۱، ۲۔
۷۔ حاشیۃ الرملی علی جامع الفصولین: ۱/ ۲۷۔ ۸۔ ردالمحتار علی الدر المختار: ج ۵، ص ۳۶۸۔

- علماء کی ایک جماعت نے فتاویٰ ہندیہ میں (۱)۔
- فخرالدین حسین بن منصور اوزجندی فرغانی (متوفی ۵۹۲ھ) نے اپنے فتاویٰ قاضی خان میں (۲)۔
- امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب ابن البذاز الکردی (متوفی ۸۲۷ھ) نے اپنے فتاویٰ میں (۳)

غرض بیشتر حضرات نے اس کتاب کے حوالے دیئے ہیں۔

مزید برآں حسام الصدر الشہید اس کتاب کی شرح میں ہمیں ان بہت سے مسائل سے آگاہ کرتے ہیں جن کا انہوں نے امام خصاف سے استفادہ کیا ہے اور بعض ان مسائل کی جزئیات اور روایات کی طرف بھی ہمیں آگاہ کرتے ہیں جو امام خصاف نے امام ابوحنیفہ اور صاحبین سے نقل کی ہیں اور جس میں امام خصاف منفرد ہیں، اگر امام خصاف کی یہ کتاب نہ ہوتی تو یہ امور ہم سے مخفی رہ جاتے۔

کتاب ''ادب القاضی'' میں امام خصاف کا طرزِ تألیف:

امام خصاف کا اپنا ایک منفرد طرز تألیف ہے، وہ ایک بہت بڑے امام ہیں اور اپنے تبحر علمی کی وجہ سے تصنیف و تألیف میں خاص مہارت رکھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ انہیں حنفی علماء میں یہ بلند مقام ملا، وہ ہر مسئلے پر عالمانہ طریقے سے حق کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی جملہ کتب کے مباحث علمی روح سے لبریز ہیں، اس لئے ان کے نتائج فکر قابل اعتماد و قابل وثوق تسلیم کئے جاتے ہیں۔

امام خصاف اس کتاب ادب القاضی میں جس نہج پر گامزن ہوئے ہیں، ہم بعض چیدہ امور کی نشاندہی کرتے ہیں:

۱۔ امام خصاف نے ہر باب کا آغاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین سے مروی

۱۔ فتاویٰ ہندیہ، ج ۲، ص ۴۳۱، ۴۳۴، ۴۳۶۔

۲۔ فتاویٰ قاضی خان: ج ۳، ص ۳۶۲، ۳۸۴، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۹، ۴۰۹، ۴۱۴، ۴۲۲۔

۳۔ الفتاویٰ البزازیۃ: ج ۴، ص ۱۲۴، ۱۵۷۔

احادیث، اخبار اور آثار سے کیا ہے۔ اس عظیم سرمایۂ مرویات کی وجہ سے یہ کتاب سلف صالحین کے فیصلہ جات کا ایک تاریخی وثیقہ اور فقہ اسلامی کی ایک محفوظ دستاویز ہے۔

۲۔ جس مسئلہ میں مختلف نقطۂ ہائے نظر ہوں تو اس مسئلہ میں واردہ کثیر اخبار و آثار کو جمع کر دینے کا تکلف نہیں کرتے، جس طرح محدثین کے ہاں دستور ہے کہ وہ روایات کا ایک ذخیرہ جمع کر دیتے ہیں۔ وہ بعض ان مرویات کو بھی بیان کرتے ہیں جن پر ان کے مسلک کے مطابق عمل نہ ہو، مگر وہ ان کو اس لئے بیان کرتے ہیں کہ جس سے یہ اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ فقہاء کے درمیان مختلف فیہ ہے۔(ا) وہ علمی انداز سے اس کی وضاحت کرتے ہیں، جیسا کہ شارح کتاب اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام خصاف نے اس قول کو نقل کیا ہے، اور یہ کہا ہے، ''ہم اسے قبول نہیں کرتے۔''

۳۔ امام خصاف حدیث کے راوی کو بھی بیان کرتے ہیں، اس لئے کہ احادیث کو روایت کرنے کے لئے متعین صیغے ہیں، اس کے ساتھ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس راوی نے فلاں صیغہ استعمال کیا ہے۔

۴۔ انہوں نے حنفی علماء کی آراء اور ان کے اختلاف کو بیان کیا ہے، حنفی علماء کی آراء معلوم کرنے کے سلسلے میں اس کتاب کی بڑی اہمیت ہے، جیسا کہ شارح کتاب نے اس نوعیت کے مقامات سے آگاہ کیا ہے۔(۲)

۵۔ جن مسائل میں حنفی ائمہ کی کوئی نص موجود نہیں، ان میں اجتہاد کر کے فقہی فروعات کی تخریج کی ہے۔ یہ ان کی قابل قدر کوشش ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا ہے، شارح نے بیشتر اس قسم کے مسائل کا تذکرہ کیا ہے جو امام خصاف کی اس کتاب سے مستفاد ہوئے ہیں۔(۳)

کتاب ادب القاضی (خصاف) کے قلمی نسخے:

اگرچہ اس کتاب کی علماء میں بڑی قدر و قیمت ہے اور قدیم زمانہ سے اس کی طرف

ا۔ مسئلہ القضاء فی المسجد فی الباب السابع، (مثال کے طور پر)۔

۲۔ مثال کے طور پر باب ۲۷ کا آغاز۔ ۳۔ مثال کے طور پر باب ۵۶ کا آغاز۔

رجوع کیا جاتا رہا ہے مگر اب تک اس کتاب کا متن زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوا۔ اس کے قلمی نسخے مشرق ومغرب کی مخطوطات کی لائبریریوں میں موجود ہیں، مثلاً:

۱۔ مسجد فاتح (استنبول) (۲۲۶۹)، کل ۱۲۰ اوراق ہیں، ۸۰۴ھ (۱)

۲۔ ملا جلبی (استنبول): ۲/ ۵۷، ۹۶۔ ۱۲۱، ۸۶۲ھ۔

۳۔ مکتبہ قولہ (قاہرہ): ۱/ ۳۰۴ (۱۸۵۷ء)

۴۔ رامپور (ہندوستان): ۱/ ۱۶۲، ۱۱۶۵ھ۔

۵۔ فیض اللہ (استنبول) ۶۵۹، (۱۶۹ اوراق) ۶۶۰ (۱۹۲ اوراق ۹۹۳ھ۔ (۲)

۶۔ سرائی احمد الثالث (استنبول) ۱۰۱۵، ۱۷۷ اوراق ۸۵۰ھ (۳)

۷۔ سرائی مدینہ (استنبول): ۳۵۵، ۲۶۶ اوراق، ۹۴۷ھ (۴)

۸۔ قونیہ۔ یوسف: ۴۶۲۷ (۸۸ اوراق ۶۰۰ھ)۔

۹۔ کوبریلی (استنبول) ۲۔ ۵۴۶ (۱۲۳ اوراق، ۹۰۰ھ (۵)

۱۰۔ طلعت (قاہرہ): فقہ ۴۶۳۔

۱۱۔ عاطف آفندی (استنبول): ۷۳۳ (۱۶۰ اوراق، ۱۰۰۰ھ)۔

۱۲۔ برلن: مجموعہ نمبر ۴۹۵۹ کے ضمن میں۔

علاوہ ازیں اس کتاب کا قلمی نسخہ لندن میں بھی موجود ہے، سزگین نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کا نمبر ۱۷۷۷ ہے اور کل ۲۶۵ اوراق ہیں۔

شرح ادب القاضی (الصدر الشہید) کی اہمیت:

کتاب ادب القاضی (خصاف) کے کثیر شارحین میں برہان الائمہ حسام الدین عمر بن عبدالعزیز بن مازہ المعروف بہ الصدر الشہید نے حنفی شارحین میں بہت بڑا مقام پایا۔ اگرچہ دیگر حنفی

۱۔ دفتر کتب خانہ سی: ۱۳۱۔

۲۔ فیض اللہ آفندی کتب خانہ سی میللت کتب خانہ، ص ۳۲۔

۳۔ عجائب گھر استنبول دیکھئے: F.E. Karatay : Top Kapi, 2/387.

۴۔ عجائب گھر استنبول، ایضاً۔ ۵۔ سلیمانیہ لائبریری استنبول۔

شارحین میں مشہور اعلام وجلیل القدر فقہاء بھی ہیں، مگر صرف انہیں کی شرح لوگوں میں مقبول عام ہوئی، اور فقہ حنفی کے طلبہ اس کو اپنے مدارس میں درسی کتاب کے طور پر پڑھتے رہے ہیں۔

حاجی خلیفہ اس کتاب کے شارحین کا ذکر کرنے کے بعد امام حسام کی شرح کے بارے میں کہتے ہیں: تمام شروح میں آج تک یہی شرح ادب القاضی (حسام) سب سے زیادہ مشہور و متداول رہی ہے۔(۱)

انہوں نے اس شرح کے بارے میں یہ الفاظ شارح کی وفات کے پانچ صدیاں گزرنے کے بعد کہے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ امام حسام کی شہرت اپنے منصب اور خاندان کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ اس علمی سرمایہ کی وجہ سے تھی جس نے جلیل القدر فقہاء میں مقبولیت حاصل کی، اکثر سوانح نگار ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔(۲) نیز بعد میں آنے والے مصنفین ومؤلفین نے اپنی کتب میں اس کتاب سے بہت سے اقتباسات لئے ہیں اوراس کی عبارتیں نقل کی ہیں۔(۳)

شرح ادب القاضی میں امام حسام کا اسلوب:

امام حسام نے اس کتاب کی شرح میں جو اسلوب اختیار کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ انہوں نے کتاب کے بعض ابواب کو یکجا کر دیا اس طرح کل ۱۲۰ باب ہو گئے۔

۲۔ انہوں نے ابتداء میں جو تفصیل بیان کی ہے، اس میں قضا کا لغوی وشرعی مفہوم اور اس کی تفسیر بیان کی ہے، قضاء کے لئے اہلیت، منصب قضاء پر کس کی تقرری جائز ہے اور منصب قضاء قبول کرنے کے جواز میں علماء کا اختلاف بیان کیا ہے، اس کے بعد اس طرح کے دوسرے مسائل ذکر کئے ہیں جو قضاء کے لئے ضروری ہیں۔

۳۔ سب سے پہلے وہ امام خصاف کی بات بیان کرتے ہیں، بعد ازاں اس اصل کو بیان کرتے ہیں جس پر اس مسئلہ کی بنیاد ہو، پھر اس بارے میں علماء کا اختلاف نقل کرتے ہیں۔ بعد ازاں اس سے فقہی وفروعی مسائل کا استنباط کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ہر مسئلہ پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔

۱۔ کشف الظنون: ۱/۴۴۔

۲۔ تاریخ الاسلام ذھبی: ج ۸/۲۵، طبقات الاسنوی: ۱/۴۳۴، النجوم الذاہرۃ: ۵/۲۶۸۔

۳۔ حاشیۃ ابن عابدین: ۵/۳۹۵، الجواہر المضیۃ: ۱/۳۹۱، الفوائد: ۱۴۹۔

۴۔ بعض دفعہ امام خصاف علماء کے اختلاف کو بیان نہیں کرتے تو شارح اس مسئلہ کے بارے میں علماء (احناف) کا اختلاف بیان کر دیتے ہیں۔(۱)

۵۔ بعض اوقات امام خصاف ائمہ حنفیہ کا اختلاف نقل کرتے ہیں جس میں وہ منفرد ہوتے ہیں تو شارح یہ وضاحت کر دیتے ہیں کہ یہ اختلاف مبسوط وغیرہ میں موجود نہیں ہے۔(۲)

۶۔ شارح نے اپنے بیشتر پیش روشارحین سے استفادہ کیا ہے، اس طرح ان کی شرح ان کی آراء پر حاوی ہے۔(۳)

۷۔ تکرار وطوالت کے پیش نظر کسی مسئلہ کی مزید وضاحت اور اس کی فروعات کے بارے میں دیگر فقہی کتب کا حوالہ دے دیتے ہیں۔

۸۔ بعض اوقات جب کوئی بات مؤلف سے فروگزاشت ہو جاتی ہے تو شارح اس کو استدراک کرتے ہوئے کہتے ہیں: یہ وہ چیز ہے جو مصنف کتاب سے فروگزاشت ہوگئی ہے۔(۴) یا اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں، یا یہ کہتے ہیں کہ اس اصول کے تحت اور مسائل بھی آتے ہیں جن کو امام خصاف نے بیان نہیں کیا، تو شارح خود ان مسائل کا ذکر کرتے ہیں۔(۵) یا خصاف کی کسی عبارت سے کوئی اشتباہ نظر آتا ہے تو شارح اس کا ازالہ کرتے ہیں اور اس سے آگاہ کرتے ہیں۔(۶)

۹۔ انہوں نے زیادہ تر علم فقہ کے اصول عامہ اور قواعد کلیہ پر اعتماد کیا ہے۔

بعض فقہی اصول وقواعد جن سے امام حسام نے اس شرح میں مدد لی:

امام حسام نے بیشتر فقہی اصول وقواعد سے جس طرح استفادہ کرتے ہوئے ادلہ (اربعہ) کے مطابق احکام کی تشکیل کی ہے اس سے ان کی اعلیٰ صلاحیت کا پتہ چلتا ہے، ان قواعد میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ قاعدہ یہ ہے کہ شریعت میں اسی کا قول معتبر قرار دیا جائے گا جب وہ اس کے ساتھ حلف بھی اُٹھائے۔

۱۔ باب: ۷، ۲۵۔
۲۔ باب: ۲۷، ۵۶، ۶۲، ۶۳ وغیرہ۔
۳۔ باب: ۶، ۷۔
۴۔ باب: ۲۱۔
۵۔ باب: ۲۱۔
۶۔ باب: ۱۱۶۔

۲۔ ہر وہ معاملہ جو شبہات سے ثابت ہو اس میں حلف لینے کا اصول جاری ہوگا۔

۳۔ شی متدعو یہ کے اقرار کرنے کی صورت میں وہ چیز اقرار کرنے والے پر لازم ہو جائے گی، اور انکار کرنے کی صورت میں اس سے حلف لیا جائے گا۔

۴۔ بینات (ثبوت) اثبات کے لئے مشروع ہیں نفی کے لئے نہیں۔

۵۔ اگر قرض خواہ کو اپنے قرض کی جنس ہاتھ آجائے تو وہ اسے لینے کا مجاز ہے۔

۶۔ حوادث کا وقوع قریب ترین وقت سے شمار ہوگا۔

۷۔ مدعی صحت کا ثبوت مدعی فساد کے ثبوت پر مقدم ہے۔

۸۔ اتفاق رائے سے ثابت ہونے والی چیز مشاہدہ سے ثابت ہونے کے مانند ہے۔

۹۔ تاوان فائدہ کے مساوی ہوگا۔

۱۰۔ عادل گواہوں کے ذریعہ ثابت ہونے والی چیز مشاہدہ کے ذریعہ ثابت ہونے کے مانند ہے۔

۱۱۔ بیرونی ثبوت ثبوت قبضہ پر مقدم ہوگا۔

۱۲۔ موت کے وقت نامعلوم مقبوضات ملکیت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

۱۳۔ جو چیز اقرار کے ذریعہ ثابت ہو وہ مشاہدہ کے ذریعہ ثابت ہونے کے مانند ہے۔

۱۴۔ (دعویٰ میں) تضاد (ثبوت) دعویٰ کے لئے مانع ہے۔

۱۵۔ جو شخص موجود نہ ہو اس کے خلاف فیصلہ کرنا جائز نہیں۔

۱۶۔ امانت میں امین کا قول حلف کے ساتھ معتبر ہوگا۔

۱۷۔ اقرار سے ثابت ہونے والی چیز اور ثبوت کے ذریعہ ثابت ہونے والی چیز کے مابین کوئی تعارض نہیں۔

۱۸۔ جس کا اقرار معتبر نہیں اس کا انکار بھی معتبر نہیں۔

۱۹۔ کسی کے خلاف استحقاق ملکیت اس کی موجودگی کے بغیر جائز نہیں۔

۲۰۔ کسی کے خلاف استحقاق قبضہ اس کی موجودگی کے بغیر جائز نہیں۔

امام حسام نے اپنی اس شرح میں جن مصادر کو اختیار کیا:

امام حسام نے اپنی اس شرح میں ان شارحین سے استفادہ کیا جو بیشتر ازیں اس کی شرح

کر چکے تھے، یعنی امام سرخسی، امام حلوانی، امام ہندوانی، امام سغدی اور امام قدوری، اس لئے انہوں نے کئی مقامات پر ان کے حوالے دیئے ہیں۔

چونکہ وہ جامع صغیر اور جامع کبیر از امام محمد کے شارح بھی ہیں اس لئے وہ ان کتب کے ٹھوس اور علمی مواد سے بخوبی واقف تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ان دونوں کتب کے حوالے بکثرت دیئے ہیں۔ علاوہ ازیں بلخ اور سمرقند کے علماء کے فتاوے بھی ان کے پیش نظر تھے اس لئے ان کے حوالے بھی کثرت سے دیئے ہیں۔

شرح ادب القاضی کے قلمی نسخے:

چونکہ امام حسام شہید کی یہ شرح ادب القاضی لوگوں میں معروف ہو چکی تھی اس لئے اس کتاب کے مخطوطہ نسخوں کی ایک بہت بڑی تعداد مخطوطات کی عالمی لائبریریوں میں پھیلی ہوئی ہے جس میں سے ہم چند ایک کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ ینی جامع (استنبول) ۳۵۶ (۳۶۹ اوراق ۸۴۶ھ)، ۳۵۷ (۱۶۱ اوراق ۱۰۰۰ھ) ۳۸۵ (۱۔۱۴۵) ۹۴۹ھ)، ۴۲۳، (۲۵۷ اوراق ۸۰۰ھ)، ۴۲۴، (۱۵۳ اوراق ۱۰۰۰ھ) (۱)

۲۔ کوبریلی (استنبول): ۳۵۱ (۲۴۹ اوراق ۹۷۳ھ)، ۵۳۲، (۱۷۰ اوراق ۹۹۶ھ)۔

۳۔ بایزید (استنبول): ۲۷۸۹ (۲۲۴ اوراق ۱۰۰۰ھ)

۴۔ عاطف آفندی (استنبول): ۷۳۳ (۶۰ اوراق ۱۰۰۰ھ)، ۱۱۰۸ (۱۶۹ اوراق ک ۹۹۹ھ)

۵۔ راغب پاشا (استنبول): ۵۰۷ (۲۳۲ اوراق ۹۰۰ھ)

۶۔ سلیم آغا (استنبول): ۳۲۵ (۱۹۰ اوراق ۹۸۳ھ)۔

۷۔ المکتب الہندی (الف): ۱۵۱۴، ۳۸۵۹ (تقریباً ۱۹۰ اوراق ۱۱۰۰ھ)

۸۔ المتحف البریطانی: ۹۲۲۰ (۱۸۰ اوراق ۱۰۰۰ھ)۔

۹۔ کتب خانہ عمومیہ (استنبول): ۲۷۹۸۔

۱۰۔ برلین: ۱۸۵۷۔

۱۱۔ قاہرہ (دارالکتب): فقہ حنفی ۲۱۰۷ (۲۲۵ اوراق ۹۳۷ھ)۔

۱۔ ینی جامع کتب خانہ سندرہ، ص ۱۹، ۲۲۔

۱۲۔ جامع زیتونہ (تونس): ۴/۱۴۲-۱۴۳، ۲۱۱۰، (۱۹۰اوراق) ۲۱۱۱ (۲۳۶اوراق)۔

۱۳۔ المکتبہ البلدیۃ (اسکندریہ): ۳۱فقہ حنفی، ۴،۳۷۷۴ (۳۲۹اوراق ۷۰۰ھ)۔

۱۴۔ پرنسٹن یونیورسٹی (امریکہ): ۱۶۶۹ (۲۱۳اوراق ۱۱۰۵ھ)

۱۵۔ آصفیہ (حیدرآباد): ۲/۱۰۸۸فقہ حنفی (۱۵۰اوراق ۱۲۶۱ھ)۔

۱۶۔ شہید علی (استنبول): ۶۸۷ (۶۳۸ھ)، ۷۹۱ (۱۴۰اوراق ۶۲۹ھ)۔

۱۷۔ ولی الدین جاراللہ (استنبول): ۱۶۸۸ (۲۳۷اوراق ۸۷۰ھ)۔

۱۸۔ مرادملا (استنبول): ۳۷د (۲۳۳اوراق ۹۷۵ھ)، ۴۷۷ (۱۴۶اوراق ۹۷۴ھ)

۱۹۔ سرائی احمد الثالث (استنبول): ۱۰۱۷ (۲۶۵اوراق ۸۷۰ھ)۔

۲۰۔ سرائی مدینہ (استنبول): ۳۵۶ (۱۶۱اوراق ۱۰۰۰ھ)۔

۲۱۔ رشید آفندی (استنبول): ۲۶۴ (۲۶۴اوراق ۹۰۰ھ)۔

۲۲۔ سلیمانیہ (استنبول): ۳۸۰ (۱۷۷اوراق ۹۶۲ھ)۔

۲۳۔ قاضی زادہ محمد آفندی (استنبول): ۱۱۸ (۳۴۶اوراق ۵۹۶ھ)۔

۲۴۔ فاتح (استنبول): ۲۳۲۰ (۱۹۵اوراق ۹۰۰ھ)۔

۲۵۔ حافظ احمد پاشا (استنبول): ۱۴ (۲۵۷اوراق ۹۰۰ھ)۔

۲۶۔ فیض اللہ (استنبول): ۷۳۴ (۱۷۸اوراق ۹۰۰ھ)۔

۲۷۔ قرۃ جلبی حسام الدین (استنبول): ۱۱۱ (۱۴۶اوراق ۱۰۰۰ھ)۔

۲۸۔ بغدادلی وھبی (استنبول) ۴۰۰ (۲۹۶اوراق ۹۰۰ھ)۔

۲۹۔ اسعد آفندی (استنبول) ۵۱۴ (۱۸۱اوراق ۸۶۲ھ)۔

۳۰۔ مکتبہ رشید آفندی (ترکی): ۳۰۷ (۲۶۵اوراق ۱۰۰۰ھ)۔

۳۱۔ مکتبہ جیستر بیتی (آئرلینڈ): ۱/۳۴۶۴ (۱-۲۹۲، ۶۰۰ھ)۔

۳۲۔ بانکی پور (ہندوستان): ۱۹/ ۹۷، ۱۵۹۷ (۱۶۶اوراق ۹۸۰ھ)۔

۳۳۔ طلعت (دارالکتب قاہرہ) فقہ ۵۴۷۔

۳۴۔ مکتبہ عابدین الخاصہ (دمشق)۔

۳۵۔ رام پور (ہندوستان): ۱/۱۶۲ (۶۷۴ صفحات ۱۱۷۶ھ)۔

۳۶۔ مکتبہ الاوقاف العامۃ (بغداد): ۳۵۰۵ (۲۰۴ اوراق ۱۰۰۷ھ)۔

۳۷۔ مکتبہ المدرست الاحمدیۃ (موصل): ۱۸۹ (۱۴۱ اوراق ۱۰۲۶ھ)۔

۳۸۔ مکتبہ المدرسہ الامینیہ (موصل): ۶۱ (۱۵۳ اوراق ۱۰۰۰ھ)۔

۳۹۔ مدینہ منورہ: ۱۷۲ (۴۲۶ صفحات ۹۰۰ھ)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

☆

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک شخص کو پیٹ کے بل
لیٹے ہوئے دیکھ کر فرمایا
اس طرح لیٹنے کو
اللہ تعالی پسند نہیں کرتا

☆

(سنن ترمذی)

بندۂ خدا